مفقود الخبر شوہر کے احکامات

(ہندومت اور اسلامی قوانین کا تقابلی مطالعہ)

صائمہ ناہید سوہل*

محمد ہمایوں عباس شمس**

مفقود الخبر سے مراد ایسا شوہر جس کے زندہ ہونے یا نہ ہونے کا پتہ نہ چلے جیسا کہ جنگ میں گیا اور پھر پتہ نہ چلے کہ زندہ ہے کہ مر گیا۔ مرض الموت کی حالت میں نکل گیا اور پھر علم نہ ہو سکا کہ اس کے ساتھ کیا حالات پیش آئے۔ تحصیلِ علم کے لیے گیا مگر لاپتہ ہو گیا۔ سمندر کے سفر پر گیا مگر کوئی خبر نہ مل سکی تو اس قسم کی صورتوں میں زوجۂ مفقود الخبر کے بارے کیا احکامات ہوں گے۔ قاضی فسخ نکاح کا حکم دے گا، یا زوجۂ مفقود الخبر بذاتِ فسخ نکاح کر کے نکاحِ ثانی کا اختیار رکھتی ہے۔ مفقود الخبری کی صورت میں انتظار کی عدت اور فسخ نکاح کی عدت نکاحِ ثانی کرنے تک کتنی ہو گی۔ اس مقالہ میں صرف تفریق بسبب مفقود الخبری کی صورت میں عورت کے فسخ نکاح اور عدت کو ہندومت اور اسلام کی تعلیمات کے پیشِ نظر زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

ارتھ شاستر اور احکامِ مفقود الخبر

کوتلیہ چانکیہ کی تصنیف ''ارتھ شاستر''(۱) کے احکامات کے مطابق خاوند کے لاپتہ ہونے کی صورت میں عورت کو نکاحِ ثانی کی اجازت حاصل ہے۔ کوتلیہ نے خاوند کی مفقود الخبری کی صورت میں بیوی کو انتظار کی مدت گزار کر نکاحِ ثانی کی اجازت دی ہے۔

چار ذاتوں کی خواتین کے لیے احکامات

کوتلیہ نے شودر، ویش، کھشتری اور برہمن ذاتوں سے تعلق رکھنے والی بے اولاد خواتین کے انتظار کی مدت بالترتیب ایک، دو، تین اور چار سال گنوائی ہے۔ بااولاد خواتین کے لیے ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اپنے شوہر کا انتظار کریں، اگر گزارے کی کوئی صورت ہو تو وہ اس سے دُگنی مُدّت تک انتظار کریں۔(۲)

* ریسرچ اسکالر، پی ایچ۔ڈی شعبہ علوم اِسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد۔ پاکستان

** صدر شعبہ علومِ اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

اگر ان کے پاس وسائل نہ ہوں تو ان کے خوشحال رِشتہ دار چار یا آٹھ برس تک ان کی کفالت کریں اور اس کے بعد پہلی شادی پر جو کچھ دیا گیا تھا۔ وہ واپس لے کر انھیں دوسری شادی کرنے کی اجازت دے دیں۔(۳)
حصولِ تعلیم کے لیے بیرونِ ریاست جانے والے خاوند کی زوجہ کے واسطے احکامات اس طرح ہیں کہ کوتلیہ کے نزدیک تعلیم کے لیے ریاست سے باہر جانے والے برہمن کی بے اولاد بیوی دس سال تک اس کا انتظار کرے اگر اولاد ہو تو یہ مُدّت دو سال مزید بڑھ جائے گی۔(۴) اگر خاوند بادشاہ کا ملازم ہو تو زوجہ کے واسطے احکامات کے مطابق کوتلیہ کی رائے میں جس عورت کا خاوند بادشاہ کا ملازم ہو وہ مرتے دم تک اس کی واپسی کا انتظار کرنے کی پابند ہو گی۔(۵)

دھرم کے چار مسلمہ طریقوں کے مطابق بیاہی لڑکی کے واسطے احکامات

کوتلیہ کے خیال میں دھرم (مذہب) کے چار مسلمہ طریقوں (براہم، پراجت، آرس، آسور) میں سے کسی ایک طریقے سے بیاہی ہوئی نوجوان لڑکی بغیر اطلاع کے پردیس گئے خاوند کا سات ماہ تک انتظار کرے اگر اس کا خاوند اِطلاع دے کر گیا تھا تو یہ مُدّت ایک سال ہو گی۔(۶)

شلک (لڑکی کے بدلے دولت) وصول کرنے کی صورت میں احکامات

کوتلیہ کے نزدیک ادھورا شلک وصول کرنے والی عورت کے پردیس گئے خاوند کی اگر کوئی اِطلاع نہ ملے تو وہ تین ماہواریوں تک اس کا انتظار کرے گی، البتہ خبر ملنے کی صورت میں یہ انتظار دس ماہواریوں تک بڑھ جائے گا۔ پورا شلک وصول کرنے والی عورت پانچ ماہ تک اپنے شوہر کا انتظار کرے۔(۷)
اس کے بعد وہ مذہبی عالموں کی اجازت سے اپنی پسند کے کسی مرد شادی کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بے اولاد خواتین کے لیے احکامات

ارتھ شاستر کے مطابق جن بے اولاد خواتین کے شوہر لمبے عرصے تک ریاست سے باہر رہیں۔ سنیاسی بن جائیں یا انتقال کر جائیں تو وہ سات ماہ تک انتظار کریں گی۔(۸) اس کے بعد وہ نکاحِ ثانی کا حق رکھتی ہیں۔
ارتھ شاستر میں کوتلیہ چانکیہ کے اِن احکامات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خاوند نکاح کے بعد بیان کردہ صورتوں میں لاپتہ ہو گیا ہے تو عورت ساری زندگی اس کے انتظار میں گزارنے کی پابند نہیں ہے، بلکہ وہ مقررہ قوانین اور اصول وضوابط کے مطابق اتنا عرصہ عدت کا گزار کر نکاحِ ثانی کا حق رکھتی ہے۔
اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ابہام کا شکار ہے کہ ایک طرف تو کوتلیہ چانکیہ نے چار ذاتوں (برہمن، ویش، کھشتری، شودر) سے تعلق رکھنے والی بیاہی خواتین کی مفقود الخبری کی صورت میں عدت بیان کی گئی تو آگے جا

کر مختلف وجوہات حصولِ تعلیم، بادشاہ کی ملازمت، شلک کی وصولی وغیرہ کی صورت میں بیاہی خواتین کے لیے جو عدت بیان کی ہے آیا کہ اِس کا اطلاق بلاتفریق ذات پات ہندوسماج کی ہر خاتون پر ہوگا، یا پھر نہیں ہوگا۔ اِس طرح کوتلیہ چانکیہ کی دو طرح کی آراء سامنے آتی ہیں۔ دورِحاضر میں انڈین میرج ایکٹ میں نکاح وطلاق سے متعلقہ قوانین کی بنیاد بھی یہی قوانین ہیں۔

منودھرم شاستر اور احکامِ مفقود الخبر

اگر خاوند روزگار یا دیگر امور کے سلسلے میں پردیس چلا جاتا ہے اور اس کی کوئی خبر نہیں تو بیوی کو کتنی دیر انتظار کرنا چاہیے۔اس بارے میں منومہاراج نے دھرم شاستر (۹) میں لکھا ہے:

''خاوند بیرونِ ملک کسی مقدس فرض کے لیے جائے تو بیوی آٹھ برس انتظار کرے۔تحصیلِ علم یا شہرت کے لیے جائے تو چھ برس اور اگر حصول مسرت اور لذت کی تلاش میں جائے تو تین برس انتظار کرے۔''(۱۰)

اس حکم سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ بیوی بیان کردہ وجوہات کی بناء پر مفقود الخبر خاوند کے انتظار میں کتنی مُدت گزارے گی، مگر یہ واضح نہیں ہوتا کہ اگر وہ اتنی مدت کے بعد یا ہمیشہ کے لیے واپس نہیں آتا تو اس بیوی کا کیا ہوگا؟ کیا وہ مزید انتظار کرے گی؟ کیا زوجہ کی اپنے خاوند سے علیحدگی متصور ہوگی؟ نکاحِ ثانی کرسکتی ہے کہ نہیں؟ نیوگ(۱۱) (ہندوقانون کے مطابق) کا راستہ اختیار کرسکتی ہے کہ نہیں؟ مگر منو کے اِس حکم سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مفقود الخبر ی کی صورت میں وہ نکاحِ ثانی کا حق رکھتی ہے۔

سوامی دیانند سرسوتی اور احکامِ مفقود الخبر

ہندو فلاسفر و مصلح سوامی دیانند سرسوتی بھی طلاق کو ناجائز قرار دیتے ہیں، مگر اس کے نزدیک خاوند اور عورت میں جدائی صرف دو صورت میں ممکن ہے۔

۱۔کسی کام کے لیے غیر مما لک جانا

۲۔موت (۱۲)

کسی کام کے لیے غیر مما لک جانے والی وجہ بھی مفقود الخبر ی کے زمرے میں آتی ہے کہ اس صورت میں بیوی خاوند کی زوجیت سے خارج ہوجائے گی۔

دورِحاضر میں مفقود الخبر کے احکامات

برطانوی دورِحکومت کے دوران ہندوعورتوں میں اپنے حقوق کی دستیابی اور تحفظ کے لیے آگاہی اور شعور

بیدار ہو چکا تھا۔قبل از جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء انگریز دور میں ہندو عورتوں کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی۔حقوق نسواں کے تحفظ کے لیے قوانین پاس ہوئے۔جس میں عورتوں کو تعلیم کا حق،صغر سنی میں شادی کی ممانعت، بیوہ کا نکاح ثانی، رسم ستی کا خاتمہ، رسم پردہ کا خاتمہ،مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی آزادی جیسے قوانین پاس ہوئے مگر اس دور میں ان قوانین کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے۔ مذہبی و معاشرتی تعصب وتنگ نظری نے عورتوں کی قانونی اور اخلاقی مجبوریوں پر سے پابندی اُٹھانے پرُ پر زور مخالفت کی۔عورتوں کو جن تحفظات ومفادات سے نوازا جا رہا تھا وہ ان سے محروم رہیں۔ ایک وجہ تو اس کا اپنی ذات پر عدم اعتماد، مرد کی دستِ نگر ہونا اور فطری شرم وحیا کا ہونا تھی اور دوسری وجہ مردوں کے معاشرے میں اپنے حقوق کے لیے لڑنا اکیلی عورت کے بس کی بات نہ تھی۔ بعد از جنگِ آزادی ابھی تک ہندوستان کے لیے باقاعدہ کوئی قانون سازی نہیں ہوئی تھی مگر برطانوی راج کے دوران ہندو مصلحین نے ہندوستان میں معاشرتی اصلاحات نافذ کروائیں۔حقوق نسواں کے سلسلے میں راجہ رام موہن رائے کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔آل انڈیا وومن کانفرنس جیسی تنظیم نے بھی عورتوں کو معاشرے میں جائز مقام اور حقوق دلانے میں اہم کردار ادا کیا۔مصلحین کی کوششوں سے جب ہندوستان کے لیے ۱۹۵۰ء میں قانون بنا تو اس میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق عطا کئے گئے۔(۱۳)

انڈیا کا آئین ۱۹۵۰ء

اِس قانون کی رُو سے ہندو اور غیر ہندو کو یکساں بنیادی حقوق فراہم کئے گئے اور عورت کو ہر شعبۂ زندگی میں مرد کے مساوی حقوق دیئے گئے۔اس قانون میں شادی اور اس سے متعلقہ مسائل کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

1. Marriage and the Family Structure
2. Ownership of Property.(14)

اسپیشل میرج ایکٹ ۱۹۵۴ء اور طلاق

اِس ایکٹ کے تحت طلاق کے لیے ظلم وستم، جذام، خاوند یا بیوی میں سے کسی ایک کی بے وفائی، امراضِ خبیثہ، جنون، دماغی امراض، لاعلاج مرض، مفقود الخبر ی، دُنیا سے بے رغبتی، لاعلاج مرض اور باہمی رضا مندی جیسی وجوہات کو تسلیم کیا گیا۔اس ایکٹ کی رو سے اگر زوجین ایک سال کے عرصہ تک الگ الگ رہ رہے ہوں تو دونوں مشترک طور پر علیحدگی کے لیے درخواست دیں گے۔مگر فوری طور پر عمل درآمد نہیں کیا جائے گا۔ چھ ماہ کا عرصہ ان کو دیا جائے گا۔تاکہ ذہن باہمی مفاہمت کے لیے آمادہ ہو سکے۔اگر ایسی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے تو چھ ماہ کے عرصہ کے بعد ان کو دوبارہ درخواست دینا ہوگی پھر طلاق کو حتمی سمجھا جائے گا۔(۱۵)

ہندو میرج ایکٹ ۱۹۵۵ء

بھارت کی قانون ساز اسمبلی نے ۱۹۵۵ء میں ہندو میرج ایکٹ پاس کیا۔ جس کی رو سے عورت بحیثیت بیوی اپنے خاوند کے خاندان میں عزت و تکریم کی حامل ہوگی۔ اس ایکٹ میں شادی اور اس کے لیے شرائط، عمر، بچوں کی سرپرستی، جہیز، رسم ستی، طلاق اور مفقود الخبر وغیرہ وغیرہ جیسی دفعات شامل کی گئیں۔

اس ایکٹ کی رو سے سات سال کے عرصہ میں زوجین میں سے کسی ایک کی گم شدگی کی بنا پر طلاق حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ تنسیخ نکاح کی درخواست پیش کی جاسکتی ہے۔ جب عدالتی طریقۂ کار کے مطابق ایک سال کے اندر اندر ازدواجی تعلقات (صلح کے لیے) کی بحالی کی کوئی صورت بھی سامنے نہ آئے۔(۱۶)

انڈین میرج ایکٹ ۱۹۷۶

۱۹۷۶ء کے شادی کے قوانین کے باب دوئم کے مطابق طلاق کے سلسلے میں ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۵ء کی دفعات میں ترمیم کی گئی۔ زوجین ظلم و زیادتی، بے وفائی، بے دینی اور زنا کاری، عدمِ نان و نفقہ، باہمی رضامندی سے علیحدگی، مرگی، جنون، خیارِ بلوغ جیسی وجوہات کی بنا پر علیحدگی حاصل کر سکتی ہیں اور اُس کے ساتھ ساتھ مفقود الخبر شوہر کے بارے میں بھی درج ہے کہ زوجین میں سے کوئی ایک ہندوستان سے باہر مقیم ہو یا سات سال کے عرصہ گزر جانے پر بھی گم شدگی کی خبر نہ ملے تو درخواست گزار جہاں مقیم ہے اس عدالت میں علیحدگی کی درخواست دے گا۔ کورٹ کو اختیار ہے کہ وہ معاہدہ ازدواج کو ختم کرا دے۔(۱۷)

طلاق بل ۲۰۱۰ء

اس بل کی بنیاد بھی ۱۹۵۵ء میں اور ۱۹۷۶ء کا ایکٹ ہے۔ یہ بل لاء کمیشن اور سپریم کورٹ کی سفارشات پر ترتیب دیا گیا۔ ''میرج لاز (ترمیم و اضافہ شدہ) بل ۲۰۱۰ء کی منظوری ''یونین کیبنٹ نے دی جس کی صدارت وزیرِاعظم من موہن سنگھ نے کی۔

اس بل نے ہر ایک کے لیے طلاق کا حصول آسان بنا دیا، کیونکہ اِس میں اِس بات کا اضافہ کیا گیا کہ بیوی کو ڈرانے دھمکانے پر بھی طلاق کا اِطلاق ہوگا۔ سابقہ قوانین کی طرح اِس میں بھی طلاق کی وجوہات ظلم و زیادتی، زنا کاری، بے وفائی، باہمی رضا مندی، غیر مذہب کا قبول کرنا، ذہنی امراض (دیوانگی، پاگل پن) ناقابلِ علاج مرض، مفقود الخبر شوہر (سات سال کے عرصہ) تھیں مگر اس بل کی دفعہ 13-C سیکشن ۲۸ کے مطابق تنسیخ شادی کے لیے درخواست دائر کرنا ہوگی اور چھ ماہ کے اندر اندر فیصلہ کر دیا جائے گا۔(۱۸)

اِس بل میں بھی سابقہ ایکٹوں کی طرح مفقود الخبر ی کا عرصہ سات سال بیان کیا گیا ہے۔

دینِ اسلام اور احکامِ مفقود الخبر

دینِ اسلام نے جس قدر اہمیت عائلی زندگی کو دی ہے دُنیا کے کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتی، اگر کوئی شخص عائلی زندگی کے استحکام کا موازنہ دیگر معاشرتی نظاموں سے کرے تو یہ اِس کو اعلیٰ وارفع نظر آئے گا کیونکہ اِسلام کا نظام من جانب اللہ ہے جس میں کوئی کمی اور کوتاہی نہیں ہے۔ زوجین میں علیحدگی، اصل میں مرد اور عورت کو ایک فطری سہولت ہے کہ اگر وہ اکٹھا نہیں رہنا چاہتے تو دینِ اسلام نہیں چاہتا کہ یہ معاہدۂ ازدواج فریقین کے لیے مصیبت بن جائے۔

تفریق بسبب مفقود الخبر ی

خاوند کے غائب ہونے کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرنا تا کہ عورت سے تکلیف کو رفع کیا جا سکے۔ عورت کو حق ہے کہ جب اس کا خاوند غائب ہو تو وہ علیحدگی کا مطالبہ کرے لیکن شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ خاوند کا اپنی بیوی سے غائب ہونا کسی ایسے عذر کی بناء پر نہ ہو جو قبول کیا جائے۔

۲۔ اس کو اس کے غائب رہنے سے تکلیف محسوس ہوتی ہو۔

۳۔ اس کا غائب ہونا اس ملک میں نہ ہو جہاں وہ رہتی ہے۔

۴۔ اس پر سال گزر جائے جس میں عورت تکلیف پاتی ہو۔

اگر خاوند کا اپنی بیوی سے غائب ہونا ایسی وجوہات کی بنیاد پر ہو مثلاً طالب علم ہو اور بیرونِ ملک رہائش پذیر ہو۔ یا کاروبار کے سلسلے میں سکونت اختیار کر لی ہو۔ یا وہ ملک سے باہر ملازم ہو۔ اس کو خرچہ بھیجتا ہو یا نہ بھیجتا ہو۔ مگر اس کی سکونت کے بارے میں علم ہو تو عورت علیحدگی کا مطالبہ نہیں کرے گی۔ اگر وہ خوش حال ہے تو اس کو خرچہ بھیجے گا اگر تنگ دست ہے تو اپنی تنگ دستی کا ذکر بیوی سے کرے گا۔

اس بارے بدایۃ المجتہد میں درج ہے:

> واختلفوا فی المفقود الذی تجهل حياته أوموته فی ارض الاسلام فقال مالك يضرب لامرآته أجل اربع سنين من يوم ترفع أمرها اليالحاكم(۱۹)

اس صورت میں علما کا اختلاف ہے کہ اگر شوہر ارض اسلام میں گم ہو جائے یا موت یا زندگی کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلے تو امام مالک کہتے ہیں کہ عورت کے لیے چار سال انتظار کرنا ہوگا اس دن سے جس دن وہ معاملہ قاضی کے پاس لے کر گئی۔

اسی طرح اگر وہ اسی ملک میں غائب ہو جہاں وہ رہتی ہے۔عورت اپنے خاوند کی دوری کی وجہ سے تکلیف پائے تو وہ علیحدگی کا حق رکھتی ہے۔ نہ کہ صرف غائب ہونے پر بشرطیکہ سال کا گزرنا ضروری ہے۔عورت تکلیف محسوس کرے، تنہائی سے خوف زدہ ہو۔ اپنے نفس پر حرام کردہ امور میں مبتلا ہو جانے کا ڈر ہو۔ایک سال کا اندازہ امام مالک کا قول ہے اور ایک قول تین سال ہے۔امام احمد کے نزدیک کم مدت کے بعد عورت علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جو کہ چھ ماہ کی ہے۔ کیونکہ یہ وہ کم از کم مدت ہے جس میں عورت خاوند کے غائب رہنے پر صبر کر سکتی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

امراة المفقود امرأته حتى ياتيها الخبر(۲۰)

گم شدہ کی بیوی اسی کی بیوی شمار ہوگی جب تک گم شدہ کی کوئی واضح اطلاع نہ مل جائے۔

گم شدہ آدمی کی بیوی کی عدّت کے متعلق کوئی واضح حدیث نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں اور مذکورہ روایت ضعیف ہے۔اس لیے اس کی عدّت میں اختلاف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا کہ علماء کی اکثریت اسی کی قائل ہے کہ:

اذا فقد في الصف تربصت امرأته سنة واذافقد في غير الصف فأربع سنين(۲۱)

اگر وہ جنگ میں گم ہو جائے تو ایک سال اور اگر جنگ میں نہ ہو تو وہ چار سال انتظار کرے۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک مفقود الخبر شوہر کی زوجہ کا نکاح دوسرے مرد سے اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس مفقود الخبر شوہر کے ہم عصر لوگ زندہ ہوں۔(۲۲)

ابنِ قدامہ نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول ان الفاظ میں ذِکر کیا ہے:

وقال مالك والشافعي في القديم تتربص أربع سنين وتعتد للوفاة أربعة اشهر و عشرا وتحل للازواج(۲۳)

امام مالک اور امام شافعی نے یہی مؤقف اپنایا ہے کہ وہ چار سال انتظار کرے گی اور اس کی وفات کی عدت چار ماہ دس دن گزارے گی اور پھر نکاح ثانی کر سکے گی۔

ان احکامات سے واضح ہوتا ہے کہ لاپتہ شوہر کی بیوی اس کی زوجیت سے نہیں نکلے گی تاوقتیکہ اس کی وفات کی اطلاع یا ثبوت طلاق یا خاوند کے مرتد ہو جانے کا ثبوت نہ مل جائے۔

اگر حاکم عدالت شوہر کی مفقود الخبری کی تصدیق کر دے تو زوجہ روزِ حکم سے چار سال تک انتظار کرے اس کے بعد نکاح فسخ متصور ہوگا۔اس کے بعد عورت چار ماہ دس دن کی عدت گزارے گی اور مرد کے رشتۂ زوجیت سے

آزاد ہو جائے گی اور اپنی مرضی سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔اس بارے میں ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے ذِکر کیا ہے:

''یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شوہر جو غائب غیر مفقود ہو اس سے تفریق حاصل کرنے کا جواز تسلیم کرلیا جائے مگر مفقود الخبر شخص کی زوجہ تازندگی انتظار کرتی رہے۔کسی شادی شدہ عورت کا عمر بھر اس طرح اپنے شوہر کا انتظار اور اپنے جذبات پر قابو رکھنا نہ صرف مشکل اور کٹھن ہے بلکہ ایسی صورت میں صبر کی تلقین کرنا اللہ کے اس قول کے بھی خلاف ہے کہ اللہ کسی نفس کو اس کی برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔شوہر کی موت کی اطلاع تک عورت کا صبر کیے بیٹھے رہنا جنسی آوارگی اور گناہ میں آلودگی کا ایک قوی سبب بن سکتا ہے۔لہٰذا حنفیہ اور شافعیہ کے مقابلے میں مالکیہ کا مذہب قوی تر اور اصح معلوم ہوتا ہے۔''(۲۴)

ہندومت اور اسلام کے احکامات کا تقابلی جائزہ

ہندومت میں مفقو الخبر سے مراد وہ شوہر جو روزگار، تحصیل علم یا کسی اور غرض سے پردیس چلا جائے اور واپس نہ آئے اور نہ ہی اس کی کوئی خبر ملے تو اس صورت میں بیوی کب تک اس کا انتظار کرے کہ وہ نکاح ثانی کی حق دار ہو جائے۔اس ضمن میں کوتلیہ چانکیہ کے نزدیک شودر، ویش، کھشتری اور برہمن ذاتوں سے تعلق رکھنے والی بے اولاد خواتین اسی ترتیب سے ایک، دو، تین اور چار سال تک ملک سے باہر گئے ہوئے خاوند کا انتظار کریں۔اولاد والی ایک سال سے زائد عرصہ تک انتظار کرنے کی پابند ہے۔اگر ذرائع معاش دستیاب ہوں تو وہ دگنی مدت تک انتظار کرے گی اگر ذرائع معاش مفقود ہیں تو خوش حال رشتہ دار چار یا آٹھ برس تک اس کی کفالت کرنے کے بعد شادی پر جو اُسے دیا گیا واپس دے کر اس کی دوسری جگہ شادی کر دیں گے۔نوجوان لڑکی کا خاوند بغیر اطلاع دے جائے تو سات ماہ تک انتظار کرے اگر اطلاع دے کر جائے تو ایک سال انتظار کی پابند ہوگی اگر اطلاع نہ آئے تو پانچ ماہ تک انتظار کرے اگر خبر آجائے تو انتظار کی مدت دس ماہوار یوں تک بڑھ جائے گی۔بے اولاد عورتیں جن کے خاوند ہمیشہ کے لیے باہر رہ جائیں۔سنیاسی بن جائیں یا انتقال کر جائیں تو وہ سات ماہ تک ان کا انتظار کرنے کے بعد نکاح ثانی کا حق رکھتی ہے۔

منومہاراج کے نزدیک بھی عورت کو آٹھ برس انتظار کرنا چاہیے تحصیل علم کے لیے جائے تو چھ برس اور اگر حصول لذت و مسرت کے لیے جائے تو تین سال تک اس کا انتظار کرے مگر منومہاراج نے آگے ذکر نہیں کیا کہ خاوند طلاق دے گا یا عورت خلع لے گی۔اسی طرح ہندوؤں کے بنیادی ماخذ قوانین میں یہ کہیں ذکر نہیں ملتا کہ کس قسم کی عورت کتنی مدت انتظار کے بعد کب نکاح ثانی کرے گی۔

دورِ حاضر میں نافذ العمل انڈین ایکٹ ۱۹۷۶ء کے مطابق مفقود الخبر کی صورت میں عورت عدالت کی طرف رجوع کرے گی اور سات سال انتظار کرنے کے بعد عدالت رشتہ ازدواج کو ختم کر دے گی۔

اس کے برعکس دینِ اسلام میں مفقود الخبر شوہر کے بارے میں تفصیلی احکام موجود ہیں اگر شوہر جنگ میں گیا ہو یا عام حالات میں تو اس کی اطلاع نہ ملنے پر کب تک بیوی اس کا انتظار کرے گی۔ اس ضمن میں آئمہ اربعہ میں اختلاف موجود ہے جبکہ امام مالک کے نزدیک یہ ہے کہ عورت چار سال انتظار کے بعد نکاحِ ثانی کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

مذکورہ ادیان کے تقابلی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ دونوں ادیان میں احکام مفقود الخبر میں بڑی حد تک مماثلت ہے، اگرچہ انتظار کی مُدّت میں فرق ہے۔ مفقود الخبر خاوند کی زوجہ سات سال کا عرصہ اور دینِ اسلام میں چار سال کا عرصہ گزار کر مرد کی زوجیت سے آزاد ہوگی۔ ہندومت میں زوجیت ساقط ہونے کی بناء پر عورت پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جب کہ اسلام میں یہ مدت چار ماہ دس دن کی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) ''ارتھ شاستر کا زمانۂ تصنیف ۳۱۱ ق۔م سے ۳۰۰ ق۔م ہے جو کہ کوتلیہ چانکیہ کی تصنیف ہے۔ ارتھ کے معنی، مطلب، مقصد، مراد، قصد، مال، دولت، جائداد حکومت وغیرہ کے ہیں (اصغر، راجیسور راؤ، ہندی اردو لغت، لہور، سُچیت کتاب گھر، (۲۰۰۳ ص ۵۰) اور شاستر سے مراد کسی دیوتا، رُشی یا مُنی کی لکھی ہوئی کتاب فلسفہ، مباحثۂ علمی، مناظرۂ دینی ہے (ایضاً ص ۳۳۳) اور کَوٹِلیَہ کے معنی ٹیڑھا پن، بغض، کدورت اور چَانَکیَہ کے معنی چانک نامی مُنی کے خاندان کا بیان کئے گئے ہیں (ایضاً ص ۲۲۹۔۳۶۹) کوتلیہ چانکیہ ہندوستان کے عظیم شہر ٹیکسلا میں ایک برہمن گھرانے میں پیدا ہوا۔ غربت اور بدصورتی کے باوجود وہ علم کے اہم منصب پر فائز ہوا اور مایہ ناز کتاب ''ارتھ شاستر'' تصنیف کی۔ اس تصنیف میں شعبۂ زندگی کے تمام پہلوؤں زراعت، معیشت، عائلی زندگی، سیاسیات، صنعت وحرفت، رسوم ورواج، طب، فوج کی تنظیم وترتیب، خارجہ وداخلہ پالیسی، علوم وفنون غرضیکہ ہر پہلو کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے اور جرائم کو بمعہ سزاؤں کے بیان کیا گیا ہے۔ نیز منو اور ارتھ شاستر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ منو کے ہاں بھی اکثر قوانین واحکام ارتھ شاستر سے اخذ کردہ ہیں۔

(۲) کوتلیہ چانکیہ، ارتھ شاستر، مترجم: سلیم اختر، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۱۱ء، باب چہارم، ص ۲۰۶

(۳) ایضاً

(۴) ایضاً

(۵) ایضاً

(۶) ایضاً

(۷) ایضاً،ص ۲۰۷

(۸) ایضاً

(۹) منو کے معنی برہما کا بیٹا۔ انسانوں کا جدِ اعلیٰ (اصغر، راجیسورراؤ، ہندی اردو لغت، ص۴۱۳) اور دھرم شاستر سے مراد ''دھرم کا علم'' یا ''قوانین کا مجموعہ'' ہے۔ منو دھرم شاستر کا زمانۂ تصنیف 200BCE سے 100CE ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منو پہلا انسان ہی نہیں بلکہ پہلا بادشاہ بھی تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منو نے ایک مچھلی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ایک بہت بڑی کشتی بنائی اور اس کے سوا کوئی انسان زندہ نہ رہا اور پانیوں میں اُترنے پر اس نے نفس کشی کو اپنا شعار بنا لیا جس سے ایک عورت پیدا ہوئی اور پھر نسلِ انسانی کا سلسلہ اس سے چلا (منو، منو دھرم شاستر، مترجم ارشد رازی، لاہور، نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۷ء ص۱۸) اس کتاب میں بھی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلقہ قوانین واحکام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ منو سے پہلی بار بنی نوع انسان کو ذات پات کی تقسیم سے روشناس کرایا۔ منوسمرتی کو ہندوستان میں آئیڈیل مانا جاتا ہے (ایضاً، ص ۲۱)

(۱۰) منو، منو دھرم شاستر، مترجم: ارشد رازی، لاہور: نگارشات پبلشرز، ۲۰۰۷ء، اشلوک ۷۶، ص ۲۱۶

(۱۱) اصغر، راجیسور راؤ، ہندی اُردو لغت، ص ۴۴۸

(۱۲) دیانند سرسوتی، سوامی، ستیارتھ پرکاش، مترجم: پنڈت ایمل داس جی و لالہ آتما رام جی، لاہور: لالہ تو لالہ رام آریہ سماج واقعہ وچھووالی، ۱۸۹۹ء، ص ۱۴۵

(13) Dr. Anjani Kant, Women and the Law(1947), New Delhi, A.P.H. Publishing Corporation, P.75

(14) Ibid, P.76

(15) Desia Kumud,(1964) Indian Law of Marriage and Divorce, Bombay: Popular Prakashan, P.115

(16) Kuppu Swamy (N.D), A study of Opinion Regarding Marriage and Divorce, Bombay: Asia Publishing House, P.150

(17) Dr. Anjani Kant, Women and the Law, P.10

(18) Availabale From: www.google.com, Accessed on: [21 Dec. 2014] Bill no:XLI of 2010, Compiled By: M. Veerappamoily, New Delhi, 13th

July, 2010

(۱۹) ابنِ رُشد،محمد بن احمدابوالولید، القاضی ،بداية المجتهدونهاية المقتصد،(كتاب الطلاق الفصل الثالث فى خيار الفقد)، لاہور: فاران اکیڈمی، س۔ن، ۳۹/۲

(۲۰) الدارقطنی ،علی بن عمر، الامام، دارقطنی، لاہور: دارالنشر الکتب الاسلامیہ، (س۔ن)، ۳۱۲/۳

(۲۱) ابنِ حجرعسقلانی، احمد بن علی ،حافظ، فتح الباری، (کتاب الطلاق)، لاہور: دارالنشر ، الکتب الاسلامیہ، ۱۹۸۱ء، ۴۳۰/۹، حدیث ۵۲۹۲

(۲۲) ابنِ رُشد،محمد بن احمدابوالولید، القاضی، بداية المجتهدونهاية المقتصد،(كتاب الطلاق الفصل الثالث فى خيار الفقد)، لاہور: فاران اکیڈمی، (س۔ن)، ۴۴/۲

(۲۳) ابنِ قدامہ، ابومحمدعبداللہ بن احمد بن محمد، المغنی، (کتاب العدد، فصل فی احکام المفقود)، مصر: مطبعة الامام (س۔ن)، ۹۵/۸

(۲۴) تنزیل الرحمٰن، ڈاکٹر، مجموعۂ قوانین اسلام، (تفریق بسبب مفقودالخبری، قیدوعدم فراہمی نفقہ)، اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلام، ۲۰۰۸ء، ۶۹۵/۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆